حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحٰق ابراھیم رح

ایک نہایت ہی نحیف و نزار بزرگ جس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، بستر مرگ پر دراز تھا۔ عمر بہتر یا تہتر برس کے لگ بھگ تھی۔ یہ واقعہ ۸ ذیقعد بروز اتوار ۴۴۶ ہجری کا ہے۔ مریدین کی اکثریت خاموش بلب اپنے ہادی و مرشد کے قریب موجود تھی، جس سے انہوں نے انگنت فیوض و برکات سے جھولیاں بھر رکھی تھیں۔ وہ اداس و ملول تھے لیکن راضی برضا تھے کیونکہ یہی مرشد کی تعلیم تھی۔ معا" حضرت قطب الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھیں واکیں جن میں وصال یار کی چاہت کے چراغ روشن تھے۔ مریدین کے چہروں پر انبساط کی لہریں دوڑ گئیں۔ پیر طریقت نے اپنے لبوں کو جنبش دی اور فرمایا۔

"میں بہت جلد اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں چند ایک **نصیحتیں** کرتا ہوں ان پر عمل کرنا"۔

مریدین ہمہ تن گوش ہو گئے چندے توقف کے بعد ان بزرگ نے زبان درافشاں سے ارشاد فرمایا۔

" اولا" میرے بعد میرے جانشین کی اطاعت کرنا۔ ثانیا"، ہر روز صبح تلاوت کلام اللہ کرنا، ثالثا"، مسافر کی اچھی طرح مدارات کرنا اور رابعا" باہم پیار و محبت سے

رہنا"۔

یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور جب تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

حضرت ابو اسحاق ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے۔ ۳۷۴ ہجری میں جب آپ تولد ہوئے تو اس رات زمین تا آسمان نور کا ایک ستون نظر آتا تھا، جس سے کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ کا دادا آتش پرست تھا اور والدین مسلمان۔ ان کے ہاں غربت و افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے تھے لیکن ہونٹوں پر حرف شکایت نہ تھا۔ آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو والدین نے قرآن پاک کی تعلیم دلوانے کے لئے کسی عالم باعمل کی تلاش شروع کر دی۔ آپ کے دادا نے اس کی مخالفت کی اور مشورہ دیا کہ ابراہیم کو کوئی ہنر سکھانا چاہیے تاکہ گھریلو حالات کو سدھارنے میں مددگار ثابت ہو۔ لیکن پوتا بضد ہوا کہ میں تو قرآن مجید کی ہی تعلیم حاصل کروں گا۔ والدین بھی یہی چاہتے تھے کہ بیٹے کو علم دین سکھایا جائے۔ چنانچہ ایک عالم کے سپرد کر دیا۔

آپ نہایت ذہین و فطین اور حصول علم دین کے شائق اور دلدادہ تھے۔ سب سے پہلے مدرسہ میں پہنچ جاتے تھے۔ دوسرے ہم مکتبوں کے ساتھ باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنا سبق یاد کرتے رہتے اس طرح آپ نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ دوران حصول علم آپ کے اندر طریقت اختیار کرنے کا جذبہ پیدا ہوا لیکن اس راہ پر گامزن ہونے کے لئے کسی مرد حق آشنا کے حلقہ ارادت میں شامل ہونا ازبس ضروری تھا۔ لہٰذا اس کی تلاش شروع کر دی۔ ان دنوں تین اللہ والوں کا بڑا شہرہ تھا۔ دور و نزدیک سے مخلوق اللہ ان کے دروازوں پر کھنچی چلی آتی تھی لیکن انتخاب میں انتہائی مشکل درپیش تھی کہ کس کے دامن سے وابستہ ہوں۔ بہت غور و خوض کے بعد یہ بات ذہن میں آئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعداد طلب کرنی چاہیے۔ چنانچہ

ایک شب نماز استخارہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے

"اے بار الٰہ! مجھے مطلع فرمادے کہ تیرے ان تین ولیوں میں سے کس کے دامن سے وابستگی اختیار کروں"

اور پھر سر سجدے میں ڈال دیا۔ حالت سجدہ میں آپ پر نیند طاری ہو گئی' عالم رویاء میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ اونٹ پر بیشمار کتابیں لادے تشریف لارہے ہیں۔ قریب آکر حضرت ابواسحاق ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"یہ کتب حضرت عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کی ہیں جو انہوں نے آپ کے لئے بھیجی ہیں۔"

خواب سے بیدار ہوئے تو دل بے چین تھا۔ رات کے خواب کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک صاحب تشریف لائے اور حضرت عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کی بہت سی کتابیں پیش کیں۔ خواب کی تعبیر بھی نکل آئی تھی۔ یقین ہو گیا کہ انہیں کے دامن سے وابستگی راہ حقیقت پر گامزن ہونے کے لئے ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ فارس میں یکتائے روزگار تھے۔ وقت کے سلطان المشائخ تھے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا' لیکن بیس سال تک ٹاٹ کا لباس استعمال کرتے رہے۔ ایک رکعت میں دس ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اور روزہ کی افطاری صرف سات منقوں سے کرتے تھے۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم نے حاضر خدمت ہو کر اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دے دیا اور پھر مرشد کے طریقہ پر عبادت شروع کر دی۔ قرآن و حدیث پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ رزق حلال کے لئے بڑا اہتمام کرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ رزق حلال طلب نہ کرنے والے کا کوئی عمل نہیں اور دعا قبول نہیں ہوتی۔ آپ نے ساری عمر نہ کبھی حرام رزق کھایا نہ کبھی کسب حلال کے سوا لباس استعمال کیا۔ ابتدائی دور میں غربت کا یہ حال تھا کہ بھوک مٹانے کے لئے گھاس کھایا کرتے تھے۔ اس

کا نتیجہ یہ نکلا کہ جسم سے سبزی جھلکنے لگی تھی۔ لباس نہایت معمولی بوسیدہ اور پیوند لگا ہوتا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اندر جو ہستی ہے وہ اللہ کی کتنی مقرب ہے۔

ایک دن آپ بیٹھے تھے کہ والدین نے گھر کے افلاس کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ مہمان نوازی درویشوں کا طرہ امتیاز ہے۔ سنا تو آپ خاموش رہے۔ اسی سال ماہ رمضان میں مسافروں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی گھر میں روٹی کا خشک ٹکڑا تک نہ تھا' اسی اثناء میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور خورد و نوش کا کافی سے زیادہ سامان لے کر آیا جس سے آپ نے مہمانوں کی تواضع کی۔ دوران گفتگو آپ نے فرمایا کہ جو مخلوق کی خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ خانہ خدا تعمیر کیا جائے' سوئے تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ آپ نے تعمیر مسجد کا کام شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح مدد کی کہ پتہ بھی نہ چلا کہ کب شاندار مسجد تعمیر ہو گئی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حج بیت اللہ پر جانے کا قصد فرمایا۔ بصرے کے مشائخ نے آپ کو دعوت پر مدعو کیا' انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے' لیکن آپ نے گوشت کو چھوا تک نہیں۔ میزبانوں نے خیال کیا کہ شاید آپ گوشت نہیں کھاتے۔ آپ پر ان کا خیال منکشف ہو گیا اور کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے' لیکن آپ حضرات کے خیال کو قائم رکھنے کے لئے آئندہ نہیں کھاؤں گا۔"

بزرگان دین کا عمل اس قدر اولیٰ ہوتا ہے کہ مخلوق خدا از خود در دولت پر حاضری کے شرف کے لئے آنے لگتی ہے۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی و ولایت کے چرچے بھی چار دانگ عالم میں ہونے لگے۔ طالبان دین و دنیا

خدمت میں حاضر ہوتے اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے۔ ایک مرتبہ بصرے کے وزیر کا مصاحب. حیرابوالفضل آپ کے پاس آیا۔ وہ شراب پیتا تھا' آپ نے اسے توبہ کرنے کو کہا' جواباً" عرض گزار ہوا کہ جب وزیر کی مجلس برپا ہوتی ہے اور شراب کا دور چلتا ہے تو مجبوراً مجھے بھی پینا پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے تو میرا تصور کر لیا کرنا۔ چنانچہ وہ تائب ہو گیا اور واپس گھر گیا تو دیکھا کہ اس کے ہاں جتنے جام و سبو موجود تھے ٹوٹے پڑے ہیں اور بوتلوں میں بھری شراب زمین پر بہہ گئی ہے۔ حیرابوالفضل یہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اگلی دفعہ جب وزیر کے ہاں محفل ناؤ و نوش منعقد ہوئی تو حیرابوالفضل نے شراب پینے سے انکار کر دیا وجہ دریافت کرنے پر اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا تو پھر وزیر نے اسے مجبور نہیں کیا کہ وہ شراب پیئے۔

آپ کی وعظ و نصیحت قرآن و حدیث پر محیط ہوتی تھی۔ لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ جب وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی زندگیوں کا موازنہ کرتے تو بلکنے لگتے۔ ایک مرتبہ خراسان کا ایک عالم آپ کی محفل میں موجود تھا۔ وعظ سن کر دل میں خیال کیا کہ میرا علم اس سے کہیں زیادہ ہے' لیکن جو مقبولیت و شہرت اس کو حاصل ہے وہ مجھے نصیب نہیں ہے۔ اس کا باطنی خیال آپ پر ظاہر ہو گیا تو آپ نے سامعین کی توجہ قندیل کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرمایا کہ قندیل کا تیل اور پانی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ پانی تیل سے کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ہر شے پر فوقیت دی ہے۔ زندگی کا انحصار مجھ پر ہے' لیکن اس کے باوجود تو میرے اوپر آجاتا ہے۔ تیل نے جواب دیا کہ میں منکسرالمزاج ہوں اور تو مغرور و متکبر' میرا تخم زمین میں ڈالا گیا' پودا بنا تو کوٹ کر کولھو میں پیلا گیا پھر خود کو جلا کر دنیا کو روشنی دی' مجھے جتنی اذیتیں دی گئیں میں نے ان سب کو نظرانداز کر دیا' یہ مثال سن کر وہ خراسانی عالم بڑا شرمندہ و نادم ہوا۔ جب وعظ ختم ہوا تو آپ کے قدموں پر گر پڑا اور ہمیشہ کے دلئے آپ کا ہو گیا۔

اکثر لوگ حصول طریقت کے لئے آپ کے پاس آتے تو ارشاد فرماتے "یہ راستہ بڑا کٹھن ہے۔ اگر بھوک پیاس اور ذلت برداشت کر سکتے ہو تو شوق سے اس پر قدم رکھو ورنہ ہر ممکن طریقے سے ذکر الٰہی میں مشغول رہو"

اور **نصیحتا"** فرماتے کہ کسی کے ساتھ برائی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسا شخص مسلط کر دیتا ہے کہ وہ اس سے برائی کا بدلہ لیتا رہتا ہے۔ یاد رکھو اللہ کا محبوب کبھی دنیا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔

حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اقطاب میں سے ہوتا ہے۔ مقتدایان شریعت و طریقت میں سے تھے' آپ کے مزار کو "تریاق اکبر" کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ جو شخص آپ کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں اپنی حاجات پیش کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتا ہے۔

آپ کے ارشادات زر و جواہر سے تولنے کے لائق ہیں اور ان پر عمل کرنا دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اہل دنیا تو انسان کے ظاہری اعتقاد کو دیکھ کر اس کو معیوب قرار دیتے ہیں لیکن خدائے لم یزل باطنی عیوب سے معیوب قرار دیتا ہے کیونکہ دین و دنیا میں اس کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں۔ جب آپ تولد ہوئے تو گازرون میں سوائے چند مسلمانوں کے سب آتش پرست تھے لیکن آپ کے ہاتھوں پر چوبیس ہزار آتش پرستوں نے توبہ کی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنا شعار خدمت خلق بنانا چاہیے۔ دوسروں کے ساتھ برائی کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور زندگی کو ایسے سانچے میں ڈھالنا چاہیے کہ وہ دوسروں کے لئے مشعل راہ ہو اور باطل پرست اپنی باطل پرستی کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔